فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

کی

جلالت علمی



تالیف

احمد رضا مغل

فاروق اعظم کی جلالت علمی

تالیف:

احمد رضا مغل

انتساب

والد ماجد صاحب کے نام جن کی تربیت و تشویق نے علم کی راہ ہموار کی۔

اساتذہ کے نام جنہوں نے علم کی دولت سے سرفراز فرمایا اور قلم پکڑنا سکھایا۔

مادرِ علمی " **جامعۃ المدینہ سکھر اور جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ کراچی** " کے نام جس نے نہ صرف علم و تحقیق کا ذوق عطا کیا بلکہ ایسا پُرسکون ماحول فراہم کیا جس میں علمی کاوشیں زیورِ طاعت سے آراستہ ہوتی ہیں۔

فہرست

مقدمہ

خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک منفرد مقام کے حامل ہیں۔ آپ کی شخصیت بہت سے کمالات کا گلدستہ تھی۔ آپ جرات و شجاعت، مساوات و عدالت، غیرت و حمیت، صدق واخلاص اور سوز و گداز کا آئینہ تھے۔ نظمِ مملکت اور تدبیرِ سلطنت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ فنِ حرب و ضرب میں اپنی مثال آپ تھے۔ جلوۂ الہام اور نورِ بصیرت تھے۔ آپ کے خد و خال، فکر و خیال اور قول و مقال میں حق ہی حق رونق افروز تھا۔ ختمِ نبوت کے نگیں جناب رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے آپ کی سیرت کا ہر پہلو ہی پھولوں کی مہک، تاروں کی چمک اور شبنم کی دمک سے عبارت تھا، اُن میں سے آپ کا علم اور تعلیم کے ساتھ لگاؤ، قرآن و سنت کے علوم میں مہارت اور دلچسپی ایک اہم گوشہ ہے۔ آپ کے علمی مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا خالد اسدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت اختیار کی تو میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بڑھ کر کسی کو قرآن پاک کا عالم، دین کا فقیہ اور مدرس نہیں دیکھا۔ ''مزید فرماتے ہیں: ''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رحلت سے علم کے دس ۱۰ حصوں میں سے نو ۹ حصے جاتے رہے۔'' (ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۲۲۔)

حضرت ابو وائل کہتے ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دیگر تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ (اسد الغابہ ج ۳، ص ۶۵۱/تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰/ سیر اعلام النبلاء ج ۲ص ۵۲۰) اللہ اللہ کیا شان ہے آپ کی ۔آپ رضی اللہ عنہ کو علم کتاب اللہ, علم التفسیر, علم الحدیث, علم الفقہ, علم اصول الفقہ, علم القضاء, علم الفرائض, علم القراءت, علم التحریر, علم التقریر, علم الخطبات, علم المعرفت, علم الانساب, علم الشعر, علم المکاشفۃ, اور علم القیافۃ میں مہارت تھی ؟ کہاں سے یہ علوم حاصل کیے ؟اور کیا کیا لکھا ؟ وغیرہ کے سوال کے جوابات ان شاء اللہ اس رسالے میں دیے جائیں گے یاد رہے اس کتاب کا اکثر مواد '' فیضان فاروق اعظم " سے لیا گیا ہے

نیاز کیش :

احمد رضا مغل

بتاریخ :

30 رمضان المبارک 1447 بمطابق 20 مارچ 2026

بروز جمعۃ الوداع بمقام فیضان مدینہ عروس البلاد کراچی.

فاروقِ اعظم اور حصول علم دین

علم کی اہمیت سے کون واقف نہیں؟ اُمت مسلمہ کے غلبہ و قوت کا ایک اہم سبب علم بھی ہے، علم ہی وہ روشنی ہے جس کے ذریعے پوری دنیا میں اُجالا کیا جاسکتا ہے، خود قرآن پاک کی کئی آیات مبارکہ میں علم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، یقیناً علم والے اور جاہل دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: (هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ)ؕ(پ۲۳، الزمر:۹) **ترجمۂ کنزالایمان:** "کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔" قرآن پاک میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والوں کی صفت علم ہی بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: (اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا)ؕ(پ۲۲، فاطر:۲۸) **ترجمۂ کنزالایمان:** "اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔"

صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان اس بات کو جانتے تھے کہ علمِ دین سے تائید و نصرت الٰہی حاصل ہوتی ہے اس لیے وہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے علمِ دین کے حصول کی ہر وقت کوشش کرتے رہتے تھے، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ خود بارگاہِ نبوی کے تربیت یافتہ تھے۔آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے قرآنِ پاک کی تفسیر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے سیکھی، پوری اُمت مسلمہ آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے علوم کی گواہ ہے، سلف صالحین علماء کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کے علم، سمجھ اور شرعی احکام میں استنباط، نیز آپ کی معرفت کی خوب پذیرائی کی ہے، آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کی عادت مبارکہ تھی کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے بھی علم کے حصول میں پیش پیش رہتے تھے، بیسیوں ایسے واقعات ہیں کہ جن میں آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمسے کوئی سوال کیا، آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس کا جواب دیا اور یوں اُمت مسلمہ کو بارگاہِ نبوت کے علمی خزانے کا فیض حاصل ہوا۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ کو علم کی یہ دولت بارگاہِ رسالت سے ہی عطا ہوئی تھی اور آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے قرآن وحدیث کا علم خود رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے ہی حاصل کیا۔آپ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

حصولِ علم دین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ گاہے بگاہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے علمی سوالات وغیرہ کرتے ہی رہتے تھے، اور اس معاملے میں بے شمار احادیث مبارکہ موجود ہیں چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اعتکاف کی نذر کے بارے میں سوال کیا جو آپ نے زمانہ جاہلیت میں مانی تھی تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اذا نذر۔۔۔الخ، ج۴، ص۳۰۲، حدیث:٦٦٩٧)

حضرت سیِّدُنا عمران بن حصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے زنا کیا، حضور نبیٔ رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے رجم کا حکم دیا بعد ازاں اس کی نماز جنازہ کا بھی آپ نے حکم ارشاد فرمایا۔ تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ مدینہ منورہ کے ستر گناہ گاروں میں بانٹی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر افضل شخص کون ہو سکتا ہے جس نے اپنی جان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں پیش کر دیا۔''
(مسلم، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ بالزنی، ص۹۳۳، حدیث:۲۴ ملتقطا)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم علوم اولین وآخرین کے جامع ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کے علمی خزانے سے فیضاب ہوتے ہی رہتے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوئی بات مختصر بیان فرماتے لیکن امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مزاج شناس رسول تھے، فوراً سمجھ جاتے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آج عطا فرمانا چاہتے ہیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فوراً سوال کرتے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مزید وضاحت فرماتے۔ چنانچہ یوم عاشوراء دس محرم الحرام سے متعلق ایک علمی اور نفیس روایت ملاحظہ کیجئے:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ☆ ''جس نے اپنی طرف سے کسی مومن کو عاشوراء کے دن روزہ افطار کرایا گویا اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ساری امت کو روزہ افطار کرایا اور اس کو سیر کرایا۔'' ☆ ''جس نے عاشوراء کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس کے لیے اس یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درجہ بلند فرمائے گا۔'' ☆ ''جس نے عاشوراء کے دن کسی مسکین کو کپڑا پہنایا گویا اس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ساری امت کے مساکین کو کپڑا پہنایا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے جنتی حلوں میں سے ستر ۷۰ حلے پہنائے گا۔''

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بصد عجز واحترام عرض کیا: ''یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ لَقَدْ فَضَّلَنَا اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِيَوْمِ عَاشُوْرَاءَ یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عاشوراء کے دن کے سبب اتنی فضیلت عطا فرمائی ہے؟'' تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیب لبیب، ہم گناہگاروں کے طبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ☆ ''اے عمر! زمین وآسمان کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ☆ ''سورج، چاند اور ستاروں کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ☆ ''عرش و کرسی کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ☆ ''قلم اور لوح کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ☆ ''جبریل امین اور دیگر ملائکہ کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔'' ☆ ''حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام اور حواء عَلَیْہَا السَّلام کو بھی اللہ عَزَّ

وَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔"☆"جنت کو بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن پیدا فرمایا۔"☆"حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام نے عاشوراء کے دن جنت میں سکونت اختیار فرمائی۔"☆"حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام عاشوراء کے دن پیدا ہوئے۔"☆"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں عاشوراء کے دن آگ سے نجات عطا فرمائی۔"☆"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن ان کی رہنمائی فرمائی۔"☆"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرعون کو عاشوراء کے دن غرق فرمایا۔"☆"حضرت عیسی عَلَیْہِ السَّلام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن آسمان پر اٹھایا۔"☆"حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلام کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن آسمانوں پر اٹھایا۔"☆"حضرت عیسی بن مریم عَلَیْہِمَا السَّلام عاشوراء کے دن پیدا ہوئے۔"☆"اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام کی توبہ قبول فرمائی۔☆"حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلام کی کشتی عاشوراء کے دن جودی پہاڑ پر ٹھہری۔"☆"حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلام کو عاشوراء کے دن قید سے نکالا گیا۔"☆"حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلام کی قوم کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عاشوراء کے دن توبہ قبول فرمائی۔"☆"حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلام کو عاشوراء کے دن بادشاہی عطا کی گئی۔"☆"قیامت بھی عاشوراء کے دن ہی قائم ہوگی۔"☆"آسمان سے پہلی بارش بھی عاشوراء کے دن ہی ہوئی۔" (بستان الواعظین ، مجلس فی فضل یوم عاشوراء، ص۲۲۸)

سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہ صرف خود علم دین حاصل کیا کرتے تھے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے حصول علم دین سے متعلق کئی اقوال موجود ہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا احوص بن حکیم بن عمیر عنسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جنگی لشکروں کے سپہ سالاروں کے نام مکتوب لکھا اور ارشاد فرمایا: "تَفَقَّهُوْا فِی

الدِّيْنِ فَاِنَّهُ لَا يُعْذَرُ اَحَدٌ بِاِتِّبَاعِ بَاطِلٍ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ حَقٌّ وَلَا يُتْرَكُ حَقٌّ وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ بَاطِلٌ یعنی دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرو، کیونکہ جہالت کے سبب باطل کو حق سمجھ کر اس کی اتباع کرنے اور حق کو باطل سمجھ کر اسے ترک کرنے کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔'' (کنز العمال، کتاب العلم، فی فضلہ والتعریض علیہ، الجزء:۱۰، ج۵، ص۱۱۱، حدیث:۲۹۳۳۵۔)

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف ایک مکتوب لکھا اور حمد وصلاۃ کے بعد ارشاد فرمایا: ''تَفَقَّهُوْا فِي السُّنَّةِ وَتَفَقَّهُوْا فِي الْعَرَبِيَّةِ وَاَعْرِبُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهُ عَرَبِيٌّ وَتَمَعَّدَدُوْا فَاِنَّكُمْ مَّعْدِيُّوْنَ یعنی سنت میں سمجھ بوجھ پیدا کرو اور عربی زبان کو اچھی طرح سیکھو اور قرآن پاک کو عربی لہجے میں پڑھو کہ وہ عربی ہے اور اپنے آپ کو طاقتور بناؤ کہ تم معد بن عدی کی اولاد ہو۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب فضائل القرآن ،ما جاء فی اعراب القرآن ،ج۷، ص۱۵۰، حدیث:۳)

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا:

☆'' ...تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ علم خود بھی حاصل کرو اور لوگوں کو بھی علم سکھاؤ۔''☆''...وَتَعَلَّمُوا لَهُ الْوَقَارَ وَالسَّكِيْنَةَ اور علم کے لیے وقار اور سکینہ سیکھو۔''☆''...وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمْتُم مِّنْهُ الْعِلْمَ اور جس سے تم علم سیکھو اس کے سامنے عاجزی اختیار کرو۔''☆''...وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ عَلَّمْتُمُوْهُ الْعِلْمَ اور جنہیں تم علم سکھاؤ ان کے سامنے بھی عاجزی اختیار کرو۔''☆''...وَلَا

تَکُوْنُوْا جَبَابِرَۃَ الْعُلَمَاءِ فَلَایَقُوْمُ عِلْمُکُمْ بِجَہْلِکُمْ اور متکبر عالم نہ بنو کہ تمہارا علم جہالت کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتا۔ ''(شعب الایمان للبیھقی، باب فی نشر العلم، ج۲،ص۲۸۷ ، حدیث:۱۷۸۹۔)

حضرت سیّدُنا سفیان بن عیینہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''کُوْنُوْا اَوْعِیَۃَ الْکِتَابِ وَیَنَابِیْعَ الْعِلْمِ، وَعُدُّوْا اَنْفُسَکُمْ مِّنَ الْمَوْتٰی، وَاسْاَلُوْا اللہَ رِزْقاً یَوْماً بِیَوْمٍ، وَلَا یَضُرُّکُمْ اِنْ یَکْثُرْ لَکُمْ یعنی قرآن کے حافظ اور علم کے چشمے بنو، اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے ہر دن نیا رزق مانگو، پھر اگر تمہیں زیادہ مل جائے تو تمہیں نقصان نہیں دے گا۔ ''(الزھد للامام احمد، زھد عمر بن الخطاب، ص۱۴۸، الرقم: ۶۳۲)

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ اپنے اصحاب سے علمی مذاکرات و مناظرے کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ شاہ ولیُّ اللہ محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں : ''کَانَ مِنْ سِیْرَۃِ عُمَرَ اَنَّہُ کَانَ یُشَاوِرُ الصَّحَابَۃَ وَیُنَاظِرُھُمْ حَتّٰی تَنْکَشِفُ الْغُمَّۃُ وَیَأْتِیْہِ الثَّلْجُ فَصَارَ غَالِبُ قَضَایَاہُ وَفَتَاوَاہُ مُتَّبَعَۃٌ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِھَا یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی سیرتِ طیبہ میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنے اصحاب کے ساتھ علمی مذاکرے و مناظرے فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ معاملہ بالکل واضح اور صاف ہو جاتا یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے فیصلوں اور فتاویٰ کی مشرق ومغرب میں دھوم تھی۔''(حجة الله البالغة، باب کیفیة تلقی۔۔۔الخ، ص۱۳۲۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نہ صرف علمی مباحثے کو پسند فرماتے اور علمی مناظرے فرماتے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے حلقۂ احباب میں جو اصحاب حصول علم میں دلچسپی لیتے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ دونوں ہمہ وقت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے زیرِ تربیت رہتے تھے۔ چنانچہ،

ایک بار آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے، ساتھ ہی آپ کے بیٹے حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو مخاطب کرکے ایک سوال پوچھااور ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَایَسْقُطُ وَرَقُهَا وَهِيَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ حَدِّثُوْنِيْ مَاهِيَ یعنی اے میرے صحابہ! بیشک ایک درخت ہے، جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مومن کی مثل ہے، بتاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟'' حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ یعنی میرے دل میں اس کا جواب آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور اپنے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی موجودگی میں بولنے سے جھجک محسوس کی کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اتنے جلیل القدر صحابہ خاموش ہیں تو میں کیوں بولوں؟ '' سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خود ہی جواب ارشاد فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ بعد میں میں

نے اپنے والد سے اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے اس سوال کا جواب آتا تھا لیکن میں آپ لوگوں کی وجہ سے نہ بول سکا تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے آئندہ کے لیے میرا حوصلہ بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''لَاَنۡ تَکُونَ قُلۡتَہَا اَحَبُّ اِلَیَّ مِنۡ اَنۡ یَکُونَ لِیۡ کَذَا وَکَذَا یعنی اے بیٹے! اگر تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے اپنے جواب کا اظہار کر دیتا تو یہ مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ محبوب تھا۔'' (ترمذی، کتاب الامثال، ما جاء فی مثل المؤمن۔۔۔الخ، ج۴، ص۳۹۶، حدیث:۲۸۷۶)

ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے خود ہی لوگوں سے ایک آیت مبارکہ کی تفسیر کے متعلق استفسار فرمایا تو لوگوں نے انکار کیا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے شاگرد رشید حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے عرض کیا کہ اس کے متعلق میرے ذہن میں کچھ ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان سے ارشاد فرمایا: ''یَا ابۡنَ اَخِیۡ قُلۡ وَلَا تَحۡقِرۡ نَفۡسَکَ یعنی اے میرے بھتیجے! اگر تمہیں معلوم ہے تو ضرور بتاؤ اور اپنے آپ کو حقیر (یعنی چھوٹا) نہ سمجھو۔'' (بخاری، کتاب تفسیر القرآن، قولہ ایود احدکم۔۔۔الخ، ج۳، ص۱۸۵، حدیث:۴۵۳۸۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ علم پھیلانے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عطاء بن عجلان رَحۡمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ارشاد فرمایا: ''اَوۡشَکَ اَنۡ یُقۡبَضَ ھٰذَا الۡعِلۡمُ قَبۡضاً سَرِیۡعاً، فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ عِنۡدَہٗ شَیۡءٌ فَلۡیَنۡشُرۡہُ غَیۡرَ الۡغَالِیۡ فِیۡہِ وَلَا الۡجَافِیۡ عَنۡہُ یعنی عنقریب یہ علم بہت تیزی سے اٹھالیا جائے گا پس تم میں

سے جس کے پاس بھی کوئی علمی بات ہو اس پر عمل پیرا ہو کر غلو سے بچتے ہوئے اسے پھیلاؤ۔'' (**کنز العمال، کتاب العلم، آداب العلم متفرقة، الجزء:١٠، ج٥، ص١٣٣، حدیث:٢٩٤٩٠۔**)

خطیب بغدادی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اور علامہ ابن جوزی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی دونوں نے اِس بات کو ذکر فرمایا ہے کہ :
''اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ الْعَفَّانِ کَانَا یَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِیْنَ وَالْاَئِمَّۃَ وَالْمُعَلِّمِیْنَ وَالْقُضَاۃَ
یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ وسیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ مؤذنوں، اماموں اور معلموں یعنی قرآن وسنت کی تعلیم دینے والوں اور قاضیوں کو وظائف دیا کرتے تھے۔'' (تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ محمد واسم ابیہ ابان، ج٢، ص٩٧، الرقم: ٤٦٠)

فاروقِ اعظم اور علم کتاب اللہ

حضرت سیِّدُنا زید بن وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے فرماتے ہیں : ''دو آدمیوں کے مابین ایک آیت مبارکہ کی قراءت میں اختلاف ہوگیا، اتنے میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ تشریف لے آئے، دونوں نے اپنا معاملہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے پہلے شخص سے فرمایا کہ تمہیں یوں کس نے پڑھایا؟ اس نے عرض کیا کہ حضرت سیِّدُنا ابو عمرہ معقل بن مقرن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہنے۔ پھر دوسرے سے استفسار فرمایا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے پڑھایا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا زید بن وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں : ''یہ سن کر حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اتنا روئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی آستین آنسوؤں سے بھیگ گئیں اور میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ

کے رونے کے سبب آنسوؤں کے نشانات دیکھے۔ ''پھر سیّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا:

''مَا اَظُنُّ اَهْلَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ حُزْنُ عُمَرَ يَوْمَ اُصِيبَ عُمَرُ اِلَّا اَهْلَ بَيْتِ سُوءٍ اِنَّ عُمَرَ كَانَ اَعْلَمَنَا بِاللّٰهِ وَاَقْرَاَنَا لِكِتَابِ اللهِ وَاَفْقَهَنَا فِیْ دِيْنِ اللهِاِقْرَاْ هَا كَمَا اَقْرَاَكَهَا عُمَرُ

یعنی میں اس گھر والوں کو بہت برا سمجھتا ہوں جنہیں امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہکے وصال کے دن ان کی وفات کا صدمہ نہ پہنچا۔ بے شک آپ ہم میں سب سے زیادہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی معرفت رکھنے والے، کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری اور دین الٰہی کے سب سے بڑے فقیہ تھے، تم اس آیت کو ویسا ہی پڑھا کرو جیسا سیّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے تمہیں پڑھایا۔'' **(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج۷، ص۴۸۰، حدیث:۲۱/معجم کبیر، عبدالله بن مسعود الھذلی، ج۹، ص۱۶۱، حدیث: ۸۸۰۳ ملتقطاً)**

حضرت سیّدُ نا خالد اسدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت اختیار کی تو میں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بڑھ کر کسی کو قرآن پاک کا عالم، دین کا فقیہ اور مدرس نہیں دیکھا۔ ''مزید فرماتے ہیں: ''سیّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی رحلت سے علم کے دس ۱۰ حصوں میں سے نو ۹ حصے جاتے رہے۔'' (ریاض النضرۃ، ج۱، ص ۳۲۲۔)

حضرت سیّدُ نا طارق بن شہاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ یہود میں سے ایک شخص (یعنی حضرت سیّدُ نا کعب احبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہنے لگے: ''قرآن میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر وہ ہمارے دین میں اترتی تو اس آیت کے نازل ہونے کے دن کو ہم بطور عید منایا کرتے۔'' آپ نے فرمایا: ''وہ کون سی آیت ہے؟'' کہنے لگے: (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ

رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾(پ٦، المائدۃ: ٣)**ترجمۂ کنزالایمان:** "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔" آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "مجھے معلوم ہے کہ یہ کب اور کہاں نازل ہوئی تھی۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عرفات میں موجود تھے اور جمعہ کا دن تھا جب یہ آیت کریمہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہوئی۔" (بخاری، کتاب الایمان، زیادۃ الایمان ونقصانہ، ج١، ص٢٨، حدیث: ٤٥، مسلم، کتاب التفسیر، ص١٦٠٩، حدیث: ٥)

حدیث مبارکہ کی شرح:

حضرت علامہ یحیٰی بن شرف الدین نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں: "امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مراد یہ تھی کہ ہم نے دو وجہوں سے اس دن کو عید بنا لیا کیونکہ یہ دن یوم عرفہ تھا اور یوم جمعہ بھی تھا اور ان میں سے ہر دن مسلمانوں کے لیے عید ہی ہے۔" (شرح نووی، کتاب التفسیر، الجزء: ١٨، ج٩، ص١٥٣)

صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْہَادِی اس حدیث مبارکہ کی شرح بیان کرتے ہوئے مذکورہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر ٣ کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں: "آپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن ٢ دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔ **مسئلہ:** اس سے

معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ (امیر المؤمنین) حضرت (سیِّدُنا) عمر (فاروقِ اعظم) و (حضرت سیِّدُنا عبداللہ) بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم صاف فرمادیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نِعَمِ الٰہیہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی یادگار و شکر گزاری ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان، سورۃ المائدۃ، تحت آیت 3)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ارشاد فرمایا: ''تَعَلَّمُوۡا کِتَابَ اللہِ تَعَرَّفُوۡا بِہٖ وَاعۡمَلُوۡا بِہٖ تَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَھۡلِہٖ یعنی قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو، اس کی معرفت حاصل کرو اور اس پر ایسا عمل کرو کہ تم عامل قرآن کہلانے لگو۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب فضائل القرآن ،فی التمسک بالقرآن، ج۷، ص۱۶۵، حدیث: ۸)

عہدِ رسالت میں بتدریج (وقفے وقفے سے) قرآن پاک کا نزول ہوتا رہا اور جب بھی کوئی آیت مبارکہ نازل ہوتی خود سُلۡطَانُ الۡمُتَوَکِّلِیۡن، رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کو ترتیب سے لکھوادیتے، سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بھی کاتب وحی تھے اور قرآن پاک لکھتے رہتے تھے، یوں عہدِ رسالت میں بھی قرآن پاک کی حفاظت میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا بہت بڑا حصہ شامل حال رہا، نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا شمار اُن مخصوص صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان میں ہوتا ہے جنہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمسے خود قرآن پاک کی تفسیر پڑھی۔ (سیر اعلام النبلاء، عمر بن الخطاب، ج۱، ص۵۲۰، الرقم: ۳۔)

فاروقِ اعظم اور علم التفسیر

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جب قرآن پاک کی کوئی آیت وغیرہ نازل ہوتی تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے اس کی تلاوت فرماتے اور کاتبانِ وحی صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اس آیت مبارکہ کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم کے مطابق ترتیب سے لکھ لیتے۔ نیز رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بذاتِ خود یا صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے استفسار پر اس آیت مبارکہ کی تفسیر بھی بیان فرمادیتے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ کاتبِ وحی تھے اور بارگاہِ رسالت میں قرآن پاک کی کتابت کرتے تھے اس لیے یقیناً آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ آیات مبارکہ کے بعد اس کی تفسیر سے بھی مطلع ہوتے تھے اور بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھی۔ کئی روایات میں تو اس کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''**تَعَلَّمَ عُمَرُ الْبَقَرَةَ فِيْ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً فَلَمَّا خَتَمَهَا نَحَرَ جَزُوْرًا** یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ سے بارہ سال میں سورۂ بقرہ پڑھی اور جب سورۂ بقرہ مکمل ہو گئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شکرانے میں ایک اونٹنی ذبح فرمائی۔'' (سیر اعلام النبلاء، عمر بن الخطاب، ج۱، ص۵۲۰، الرقم / شرح زرقانی علی الموطا، کتاب القرآن، باب ما جاء۔۔۔الخ، ج۲، ص۲۹، تحت الحدیث: ۴۸۰۔)

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قرآن پاک کی تفسیر کے گہرے علم کا اس بات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جلیل القدر صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے قرآن پاک کی مختلف آیات کی تفسیر کے متعلق تفسیری مباحثہ فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے اصحاب سے سورۃ النصر یعنی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے عرض کیا: ''فَتْحُ الْمَدَائِنِ وَالْقُصُوْرِ یعنی اس سے مختلف شہروں اور محلات کی فتح مراد ہے۔'' پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مجھ سے استفسار فرمایا تو میں نے عرض کیا: ''اَجَلٌ یعنی اس سے مراد زندگی کی مدت ہے، یا یہ مثال رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے بیان کرکے آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کی خبر دی گئی ہے۔'' (بخاری، کتاب التفسیر، باب وروایت۔۔۔الخ، ج۳، ص۳۹۱، حدیث:۴۹۶۹۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے غلام نجدہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ مدینہ منورہ کے بازار میں تھے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک کھجور کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا نظر آیا، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے اٹھا کر صاف کیا۔ پھر ایک حبشی کو وہ کھجور کا ٹکڑا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اُطْرُحْ هٰذِهٖ فِيْ فِيْكَ یعنی یہ لو منہ میں ڈال لو۔'' حضرت سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جو قریب ہی موجود تھے عرض کرنے لگے: ''اے امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟'' فرمایا: ''یہ کھجور کا ایک ذرہ سا ٹکڑا ہے یا اس سے بڑا ہے؟'' عرض کیا: ''حضور! یہ ذرے سے بڑا ہے۔'' فرمایا: ''کیا تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اس فرمان کا مفہوم سمجھتے ہو جس میں ذرے کا ذکر ہے: (اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا(۴۰)) (پ۵، النساء:۴۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اللہ ایک ذرّہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اُسے دونی کرتا اور

اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔‘‘ (مراد یہ ہے کہ) کسی کام کی ابتداء ذرہ بھر سے ہوتی ہے مگر اس کا انجام اجر عظیم ہوتا ہے۔(تاریخ ابن عساکر ، ج ۴۴، ص ۳۱۴۔)

فاروقِ اعظم سے منقول تفسیر قران

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے قرآن پاک کی کثیر آیتوں کی تفسیر منقول ہے، لیکن طوالت سے بچتے ہوئے چند پیش خدمت ہے:

(1)... شہوات سے بچنے والے کے لیے بشارت:

حضرت سیِّدُنا مجاہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا گیا: ’’کیا وہ شخص بہتر ہے جس میں گناہ کرنے کی خواہش ہی نہ ہو اور نہ ہی وہ گناہ کرے یا وہ بہتر ہے جس میں گناہ کی خواہش تو ہو مگر وہ گناہ کرنے سے بچے؟ ‘‘آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ’’جن میں گناہ کی خواہش ہے مگر اس سے بچتے ہیں ان کے بارے میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمان ہے: ﴿اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۳)﴾ (۲۶، الحجرات: ۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ’’وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔‘‘ (تفسیر ابن کثیر، پ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۳، ج۷، ص ۳۴۴۔)

(2)... تمام امتوں میں بہتر لوگ:

﴿كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ(۱۱۰)﴾ (پ۴،

آل عمران:۱۱۰) **ترجمہ کنزالایمان:** ''تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو اُن کا بھلا تھا اُن میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔''

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ شَاءَ اللهُ لَقَالَ اَنْتُمْ فَكُنَّا كُلُّنَا وَلٰكِنْ قَالَ كُنْتُمْ خَاصَّةً فِيْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَنَعَ مِثْلَ صَنِيْعِهِمْ كَانُوْا خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یعنی اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہتا تو ''كُنْتُمْ'' کے بجائے ''اَنْتُمْ'' فرماتا، پھر ہم تمام لوگ مراد ہوتے، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ''كُنْتُمْ'' فرما کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو خاص فرما دیا، لہٰذا اب جو بھی ان (صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان) جیسے اعمال کرے گا وہ اس امت میں بہتر شخص کہلائے گا جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔'' (درمنثور، پ۴، آل عمران، تحت الآیۃ: ۱۱۰، ج۲، ص۲۹۳۔)

حضرت سیِّدُنا قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہمارے سامنے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ تِلْكُم الْاُمَّةِ فَلْيُؤَدِّ شَرْطَ اللهِ فِيْهَا یعنی اے لوگو! تم میں جو تمام امتوں میں بہتر بننا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بیان کردہ شرط (یعنی بھلائی کا حکم دینے، برائی سے منع کرنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ پر ایمان لانے) کو پورا کرے۔ (الاستیعاب، مقدمۃ المؤلف، ج۱، ص۱۲۳۔/ کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، الجزء:۲، ج۱، ص۱۶۲، حدیث: ۴۲۹۰۔)

(3)۔۔۔پستی اور بلندی دینے والی:

(خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ(۳)) (پ۲۷، الواقعة: ۳) **ترجمہ کنزالایمان:** ''کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلندی دینے والی۔''

حضرت سیِّدُنا ابن جریر وابن ابی حاتم رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اَلسَّاعَةُ خَفَضَتْ اَعْدَاءَ اللهِ اِلَى النَّارِ وَرَفَعَتْ اَوْلِيَاءَ اللهِ اِلَى الْجَنَّةِ یعنی وہ قیامت جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں کو جہنم میں جھونک دے گی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دوستوں کو جنت کی طرف لے جائے گی۔'' (کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، الجزء:۲، ج۱، ص۲۱۹، حدیث:۴۶۳۸۔)

(4)...برے لوگ، بروں کے ساتھ، نیک لوگ، نیکوں کے ساتھ:

(وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ(۷)) (پ۳۰، التکویر:۷) **ترجمہ کنزالایمان:** ''اور جب جانوں کے جوڑ بنیں۔''

حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس آیت مبارکہ کی تفسیر پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: ''يُقْرَنُ بَيْنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ مَعَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ وَيُقْرَنُ بَيْنَ الرَّجُلِ السُّوءِ مَعَ الرَّجُلِ السُّوءِ فِي النَّارِ یعنی جنت میں نیک لوگوں کو نیک لوگوں سے ملا دیا جائے گا اور جہنم میں برے لوگوں کو برے لوگوں سے ملا دیا جائے گا۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام عمر بن الخطاب، ج۸، ص۱۵۴، حدیث:۵۱۔)

(5)...حج کے مہینے کون کون سے ہیں؟

(اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ) (پ۲، البقرۃ:۱۹۷) **ترجمہ کنزالایمان:** ''حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے۔''

حضرت سیّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حج کے مہینوں سے مراد شوال المکرم، ذیقعدہ اور ذوالحجۃ الحرام (یعنی اس کے دس دن) ہیں۔ (سنن کبری، کتاب الحج، باب کراھیۃ من کرہ القرآن، ج۵، ص۲۸، حدیث: ۸۸۷۴ مختصرا۔)

(6)...حج کس پر فرض ہے؟

(وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)(پ۴، آل عمران: ۹۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔''

حضرت سیّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیت مبارکہ میں سبیل کی تفسیر ''اَلزَّادَ وَالرَّاحِلَۃَ'' یعنی زادہ راہ اور سواری سے فرمائی۔ (دار قطنی، کتاب الحج، ج۲، ص۲۷۷، حدیث: ۲۴۰۳۔)

(7)...اللہ کو قرض حسنہ دینے سے کیا مراد ہے؟

(مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا) (پ۲۷، الحدید: ۱۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض۔'' حضرت سیّدُ نا موسیٰ بن ابو کثیر الانصاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیت مبارکہ میں '' قرض حسنہ '' کی تفسیر ''اَلنَّفْقَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا'' سے کی۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب فضل الجھاد، ما ذکر فی فضل الجھاد۔۔۔ الخ، ج۱۰، ص۳۳۶، حدیث: ۱۹۸۴۳۔)

(8)... ظلم سے مراد شرک ہے:

(اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ لَمۡ یَلۡبِسُوۡۤا اِیۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ اُولٰٓئِکَ لَهُمُ الۡاَمۡنُ وَ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ(۸۲)) (پ۷، الانعام: ۸۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں۔''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس آیت مبارکہ میں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی۔'' (کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی التفسیر، الجزء: ۲، ج۱، ص ۱۷۴، حدیث: ۴۳۶۴۔)

(9)...لوگوں سے آیت کی تفسیر کے متعلق استفسار:

(اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ)(پ۳، البقرة :۲۶۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لئے۔''

حضرت سیِّدُنا عبید بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے استفسار فرمایا: ''فِیۡمَ تَرَوۡنَ هٰذِهِ الۡاٰیَةَ نَزَلَتۡ یعنی قرآن پاک میں جو یہ آیت مبارکہ ہے کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟''لوگوں نے عرض کیا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ بہتر جانتا ہے۔''آپ نے فرمایا: ''بس یہ بتاؤ کہ جانتے ہو یا نہیں؟ ''تو حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''فِیۡ نَفۡسِیۡ مِنۡهَا شَیۡءٌ یَا اَمِیۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یعنی اے امیر المؤمنین! اس حوالے سے مجھے کچھ معلوم ہے۔''فرمایا: ''یَا ابۡنَ اَخِیۡ قُلۡ وَلَا تَحۡقِرۡ نَفۡسَكَ یعنی اے بھتیجے! بتاؤ اور اپنے آپ کو حقیر مت سمجھو۔''سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''حضور! اس آیت مبارکہ میں کسی عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔''سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کس عمل کی مثال بیان کی گئی ہے؟'' پھر خود ہی ارشاد فرمایا: ''لِرَجُلٍ

غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِيْ حَتّٰى اَغْرَقَ اَعْمَالَهُ یعنی ایسے غنی شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت میں عمل کرتا رہتا ہے پھر رب عَزَّوَجَلَّ اس کے پاس ایک شیطان کو بھیجتا ہے، پھر شیطان اس سے گناہ کرواکے اس کے اعمال برباد کردیتا ہے۔ ''(بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ایود۔۔۔الخ، ج۳، ص۱۸۵، حدیث: ۴۵۳۸۔)

فاروق اعظم اور علم ناسخ ومنسوخ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حفاظت قرآن سے متعلق ایک اہم کام یہ بھی کیا کہ مختلف منسوخ آیات کو مَتْلُو یعنی تلاوت کی جانے والی آیات سے علیحدہ فرمادیا۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جس آیت مبارکہ کے منسوخ ہونے کا معلوم ہوتا تو بعض اوقات کسی اور صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے اس کی تصدیق بھی کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا کہ: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو یوں حکم دیا تھا: ''وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجٰهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى یعنی بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ تو کیا جاہلیت کی بھی کئی قسمیں ہیں؟'' سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ ''حضور میں نے کوئی چیز ایسی نہیں سنی کہ جو پہلی ہو مگر اس کی دوسری نہ ہو۔ ''فرمایا: ''کیا تم کتاب اللہ سے اس پر تصدیق کے لیے کوئی آیت پیش کرسکتے ہو؟ ''عرض کیا: ''جی ہاں! اللہ

عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا ہے: وَجَاهِدُوْا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ كَمَا جَاهَدْتُّمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے اسی طرح جیسا تم نے پہلی مرتبہ جہاد کیا تھا۔ ''فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے پہلے

ہمیں کس سے جہاد کا حکم دیا تھا؟ ''عرض کیا: ''قبیلہ مخزوم اور عبد شمس سے۔'' (...در منثور، پ۲۲، الاحزاب،تحت الآیۃ:۲۳، ج۶، ص۶۰۱۔)

اس روایت میں سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آیت مبارکہ کے ساتھ یہ الفاظ بھی تلاوت کیے: ''کَمَا جَاهَدْتُّمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ''یہ الفاظ منسوخ ہیں۔بعدازاں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس کی منسوخیت کو واضح کرنے کے لیے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا: ''اَسْقَطَ فِيْمَا اَسْقَطَ مِنَ الْقُرْآنِ یعنی یہ آیت تو دیگر ساقط ہونے والی آیات کے ساتھ ساقط ہوگئی۔''(کنز العمال، کتاب الاذکار، باب فی لواحق التفسیر، الجزء:۲، ج۱، ص۲۴۰، حدیث:۴۷۳۸)

فاروقِ اعظم اور علم الحدیث

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ سیِّدُ المُبلِّغین ، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر رہا کرتے تھے اس لیے احادیث مبارکہ کا کثیر خزانہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہ کے سینے میں موجود تھا لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کوئی بھی بات بغیر تصدیق کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف منسوب کرنے پر سختی فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیشِ نظر خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان مبارک تھا کہ ''مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔'' یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے بہت ہی کم احادیث مروی ہیں ۔ چنانچہ حضرت امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے (کم و بیش) 539احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں سے چھبیس احادیث مبارکہ پر امام بخاری وامام مسلم رَحِمَہُمَا اللہ کا اتفاق ہے یعنی ان دونوں نے ان کو بیان فرمایا ہے، جبکہ ان کے علاوہ چونتیس (34) احادیث مبارکہ فقط امام بخاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے اور اکیس احادیث مبارکہ امام مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بیان فرمائی ہیں ۔(تھذیب الاسماء ، عمر بن الخطاب، ج۲، ص۳۲۵۔)

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن فتاویٰ رضویہ شریف ج ۲۶، ص ۱۳۱ پر فرماتے ہیں: ''صحاح میں صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی روایات بھی بہت کم ہیں ، رحمتِ الٰہی نے (خدمت حدیث کے) حصے تقسیم فرمادیئے ہیں کسی کو خدمت الفاظ (کہ وہ فقط احادیث کو بیان کرتا ہے)، کسی کو خدمت معانی (کہ وہ الفاظوں کے ساتھ ساتھ معانی کو بھی بیان کرتا ہے)، کسی کو تحصیل مقاصد (کہ وہ الفاظ اور معانی کے ساتھ ساتھ ان کے مقاصد کو بھی حاصل کرلیتا ہے)،

کسی کو اِیْصَالُ اِلَی الْمَطْلُوْبْ (کہ وہ مقاصد تک دوسروں کو پہنچاتا ہے)، نہ ظاہری روایت کی کثرت وجہ افضلیت ہے (کہ کوئی بہت زیادہ روایات بیان کرکے افضل ہو جائے) نہ اس کی قلّت وجہ مفضولیت (کہ کوئی قلیل روایات بیان کرکے افضل ہونے سے رہ جائے)۔" (فتاویٰ رضویہ شریف ج۲۶، ص۴۳۱)

اُمّ المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "پہلی امتوں میں مُحَدَّثُ ہوتے تھے میری امت میں اگر کوئی مُحَدَّث ہے تو عمر ہے۔" (بخاری ،کتاب احادیث الانبیاء ،حدیث الغار ، ج۲، ص۴۶۶، حدیث:۳۴۶۹۔)

علامہ محب طبری عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں: "یہاں مُحَدَّث کا معنی یہ ہے کہ جس پر ربانی الہام ہو، یعنی وہ لوگ جن پر وحی نہیں آتی مگر اللہ عَزَّ وَجَلَّ ان کے آئینہ قلب پر اسرار نازل فرماتا ہے۔" (ریاض النضرۃ ،ج۱، ص۲۸۷۔)

آپ سے روایت کرنے والے صحابہ وصحابیات:

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے صحابۂ کرام وتابعین عظام دونوں طبقات نے احادیث روایت کی ہیں ، صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وصحابیات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے اسماء یہ ہیں :

(1) سیِّدُنا عثمان بن عفان **(2)** حضرت سیِّدُنا علی بن ابی طالب **(3)** حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عبید اللہ **(4)** حضرت سیِّدُنا سعد بن ابی وقاص **(5)** حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف **(6)** حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود **(7)** حضرت

سیِّدُ ناابو ذر غفاری (8) حضرت سیّدُ ناعمرو بن عبسہ (9) حضرت سیّدُ ناعبد اللہ بن عمر (10) حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن عباس (11) حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن زبیر (12) حضرت سیِّدُ ناانس بن مالک (13) حضرت سیِّدُ ناابو موسیٰ اشعری (14) حضرت سیِّدُ ناجابر بن عبد اللہ (15) حضرت سیِّدُ ناعمرو بن عاص (16) حضرت سیِّدُ ناابو لبابہ بن عبد المنذر (17) حضرت سیِّدُ نابراء بن عازب (18) حضرت سیِّدُ ناابو سعید خدری (19) حضرت سیِّدُ ناابو ہریرہ (20) حضرت سیِّدُ ناابن سعدی (21) حضرت سیِّدُ ناعقبہ بن عامر (22) حضرت سیِّدُ نانعمان بن بشیر (23) حاتم طائی کے بیٹے حضرت سیِّدُ ناعدی بن حاتم (24) حضرت سیِّدُ نایعلی بن امیہ (25) حضرت سیِّدُ ناسفیان بن وہب (26) حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن سرجس (27) حضرت سیِّدُ نافلتان بن عاصم (28) حضرت سیِّدُ ناخالد بن عرفطہ (29) حضرت سیِّدُ نااشعث بن قیس (30) حضرت سیِّدُ ناابو امامہ باہلی (31) حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن انیس (32) حضرت سیِّدُ نابریدہ اسلمی (33) حضرت سیِّدُ نافضالہ بن عبید (34) حضرت سیِّدُ ناشداد بن اوس (35) حضرت سیِّدُ ناسعید بن عاص (36) حضرت سیِّدُ ناکعب بن عجرہ (37) حضرت سیِّدُ نامسور بن مخرمہ (38) حضرت سیِّدُ ناسائب بن یزید (39) حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن ارقم (40) حضرت سیِّدُ ناجابر بن سمرہ (41) حضرت سیِّدُ ناحبیب بن مسلمہ (42) حضرت سیِّدُ ناعبد الرحمٰن بن ابزی (43) حضرت سیِّدُ ناعمرو بن حریث (44) حضرت سیِّدُ ناطارق بن شہاب (45) حضرت سیِّدُ نامعمر بن عبد اللہ (46) حضرت سیِّدُ نامسیب بن حزن (47) حضرت سیِّدُ ناسفیان بن عبد اللہ (48) حضرت سیِّدُ ناابو طفیل (49) اُمّ المؤمنین حضرت سید تناعائشہ (50) اُمّ المؤمنین حضرت سید تناحفصہ۔ (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡن)

آپ سے روایت کرنے والے تابعین:

(1)...آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بیٹے حضرت سیِّدُ ناعاصم بن عمر رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (2)... حضرت سیِّدُ نامالک بن اوس رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (3)... حضرت سیِّدُ ناعلقمہ بن وقاص رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (4)... حضرت سیِّدُ ناابو عثمان نہدی

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (5)...آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہکے آزاد کردہ غلام حضرت سیِّدُ نا اسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (6)... حضرت سیِّدُ نا قیس بن ابی حازم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۔ (تھذیب الاسماء ، عمر بن الخطاب، ج۱، ص۳۲۵۔)

حضرت سیِّدُ نا ہشام رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لوگوں سے مشورہ کرتے ہوئے استفسار فرمایا کہ ''ہے کوئی جس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بچہ ساقط کرنے کے جرم کے بارے میں کوئی حدیث سنی ہو؟'' حضرت سیِّدُ نا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''جی! میں نے سنی ہے وہ یہ کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس معاملے میں ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا فیصلہ کیا۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''کیا اس پر تم کوئی گواہ لا سکتے ہو؟'' تو حضرت سیِّدُ نا محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''جی! میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس معاملے میں یہی فیصلہ فرمایا۔'' (بخاری، کتاب الدیات، جنین المراۃ، ج۴، ص۳۷۲، حدیث: ۶۹۰۷)

حضرت سیِّدُ نا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس جسم کو گودنے والی ایک عورت لائی گئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے استفسار فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جسم گودنے سے متعلق کوئی حدیث سنی ہو۔'' سیِّدُ نا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور عرض کیا: ''جی ہاں! میں نے سنی ہے۔'' فرمایا: ''تم نے کیا سنا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ نہ ہی جسم کو گودو اور نہ ہی گدواؤ۔'' (بخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمۃ، ج۴، ص۸۶، حدیث: ۵۹۴۶)

فاروقِ اعظم اور علم الفقہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے سبب جس قدر مسائل شرعیہ دین اسلام میں ظاہر اور رائج ہوئے اتنے کسی صحابی کے سبب ظاہر نہ ہوئے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بذات خود علمی سوالات کیا کرتے تھے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے جوابات ارشاد فرماتے، اسی طرح خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دور میں بھی آپ کا یہ ہی انداز رہا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان کی شرعی معاملات و مسائل میں بھرپور معاونت فرمائی۔ آپ نے بذات خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تمام علوم حاصل کیے تھے اس لیے جب آپ کا دورِ خلافت آیا تو آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ فیض خلقِ خدا تک کما حقہ پہنچایا۔ جلیل القدر صحابہ عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دین کا سب سے بڑا فقیہ تسلیم کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اِنَّ عُمَرَ كَانَ اَفْقَهَنَا فِيْ دِيْنِ اللهِ یعنی بے شک امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہم میں دین کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبه، کتاب الفضائل، ما ذکر فی فضل عمر بن الخطاب، ج۷، ص۴۸۰، حدیث:۲۱۔)

حضرت سیِّدُ نا صفوان بن سلیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''لَمْ يَكُنْ يُفْتِيْ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ غَيْرَ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَمَعَاذٍ وَاَبِيْ مُوْسٰى یعنی عہدِ رسالت میں صرف چار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہی فتویٰ دیا کرتے تھے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم، حضرت سیِّدُ نا معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' (...تذکرۃ الحفاظ، ج۱، ص۲۳۔)

صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں چھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ایسے تھے جو فقہ کے امام مانے جاتے تھے اور تمام لوگ مسائل فقہیہ میں ان ہی کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ نیز ان تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے مسائل ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے تھے۔ چنانچہ جلیل القدر محدث حضرت سیِّدُنا امام شعبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں :

☆''...کَانَ العلمُ یُؤْخَذُ عَنْ ستَّۃٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہِ یعنی چھ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ایسے تھے جن سے لوگ مسائل وغیرہ پوچھتے اور علم حاصل کیا کرتے تھے۔

☆''...کَانَ عُمَرُ وَعَبْدُ اللہ وَزَیْدٌ یُشْبِہُ عِلْمُہُمْ بَعْضاً وَکَانَ یَقْتَبِسُ بَعْضُہُمْ مِّنْ بَعْضٍ یعنی ان میں سے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان تمام کے مسائل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے تھے اور یہ ایک دوسرے سے مسائل پر تبادلہ خیال بھی کرتے تھے۔

☆''...کَانَ عَلِیٌّ وَالْاَشْعَرِیُّ واُبَیٌّ یُشْبِہُ عِلْمُہُمْ بَعْضُہُمْ بِبَعْضٍ وَکَانَ یَقْتَبِسُ بَعْضُہُمْ مِّنْ بَعْضٍ اور ان میں سے امیر المؤمنین مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت سیِّدُنا ابی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں اور ان تمام کے مسائل آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے تھے اور یہ ایک دوسرے سے مسائل پر تبادلہ خیال بھی کرتے تھے۔ (تاریخ ابن عساکر ، ج۳۲، ص۶۴ ، تذکرۃ الحفاظ ، ج۱، ص۲۲۔)

حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ، حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تو سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خصوصی شاگرد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیِّدُ نا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال عمل کرنے سے بھی زیادہ مفید ہے۔" (الاستیعاب ،عمر بن الخطاب، ج۳، ص۲۳۹۔)

فاروقِ اعظم کے مسائل فقہیہ کی تعداد:

چونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں فتوحات کی بہت کثرت ہوئی اور لوگوں کو شرعی معاملات بہت زیادہ پیش آئے اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآن وسنت میں اجتہاد کے ذریعے کثیر مسائل اخذ فرمائے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے وہ مسائل فقہیہ جو صحیح روایات سے ثابت ہیں ہزاروں کی تعداد میں ہیں ۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں :"و هم چنیں مجتهدین در رؤس مسائل فقہ، تابع مذهب فاروق اعظم اند و ایں قریب هزار مسئلہ باشد تخمینا یعنی مجتہدین کے وہ مسائل فقہیہ جو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مسلک کے مطابق ہیں ان کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ "(ازالۃ الخفاء ، ج ۳، ص۳۰۴۔)

فاروقِ اعظم اور علم اصول الفقہ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نہ صرف ہزاروں مسائل کے جزئیات کی تدوین کی بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قرآن وحدیث سے ان مسائل کو اخذ کرنے کے اصول وضوابط بھی مقرر فرمائے جو آج بھی اصول فقہ کے نام سے تدریسی کتب میں موجود ہیں۔ چاروں مسالک حقہ فقہ حنفی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی اور فقہ مالکی کے تمام فقہی مسائل کا دار ومدار انہیں اصولوں پر ہے۔ اصول فقہ چار ہیں : قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فقہی مسائل کے استنباط میں خود بھی ان پر عمل کیا اور اپنے تمام ماتحت حاکموں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ کوئی بھی مسئلہ تلاش کرنا ہوتا تو اوّلاً آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قرآن پاک میں دیکھتے، ثانیاً رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فرامین میں، ثالثاً تمام کبار اور فقہاء صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو جمع کرتے اور ان کی رائے معلوم کرتے اور پھر اکثریت پر فیصلہ فرمادیتے اور اگر ان تینوں میں سے کوئی صورت نہ ہوتی تو قیاس کے ذریعے خود ہی مسئلہ اخذ کرکے صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے سامنے پیش فرمادیتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قضا کے متعلق جو تحریر بھیجی اس میں یوں تھا: ''اَلْفَهْمَ اَلْفَهْمَ فِيمَا يَخْتَلِجُ فِيْ صَدْرِكَ مِمَّا لَمْ يَبْلُغْكَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ اِعْرِفِ الْاَمْثَالَ وَالاَشْبَاهَ ثُمَّ قِسِ الاُمُورَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَاعْمَدْ عِنْدَ اَحَبِّهَا اِلَى اللهِ وَاَشْبَهِهَا بِالْحَقِّ یعنی اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ جس مسئلہ میں تمہیں قرآن وحدیث کا کوئی حکم واضح نہ ملے تو اس کی امثال اور اشباہ پر غور کرو پھر مختلف امور میں قیاس کرو اور پھر اس پر اعتماد کرو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے زیادہ قریب اور حق کے زیادہ مشابہ ہو۔'' (دار قطنی، کتاب فی الاقضیۃ والاحکام، کتاب عمر۔۔۔الخ، ج۴، ص۲۴۳، حدیث: ۴۴۲۵ مختصرا۔)

فاروقِ اعظم اور علم القضاء

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس علم القضاء تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم صلاحیت تھی جو یقیناً ہر ایک کا منصب نہیں ۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ منصب قضاء کی تمام شرائط کے جامع تھے بلکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے تربیت یافتہ عمال اور گورنر بھی اس عہدے کو بحسن خوبی سنبھالنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قیامت تک آنے والے شرعی قاضی آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے فیضان کرم سے منصب قضا کی ذمہ داریوں کو بطریق احسن ادا کرتے رہیں گے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا شمار اس امت کے قاضیوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا علی بن مدینی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں : ''قُضَاۃُ الْاُمَّۃِ اَرْبَعَۃٌ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ مُوْسٰی اَلْاَشْعَرِیُّ یعنی امت کے قاضی صرف چار ہیں : امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا مولا علی شیر خدا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرت سیِّدُنا زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ۔'' (تاریخ ابن عساکر، ج۳۲، ص۶۵۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو عہدِ رسالت میں بھی یہ سعادت حاصل رہی تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مختلف معاملات کے فیصلے فرمایا کرتے تھے، لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال ظاہری کے بعد خلیفۂ رسول اللہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے باقاعدہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر فرمادیا۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا ابراہیم نخعی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سے روایت ہے، فرماتے ہیں : ''اَوَّلُ مَنْ وُلِیَ شَیْئاً مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَلَّاہُ اَبُوْ بَکْرٍ الْقَضَاءَ فَکَانَ اَوَّلُ قَاضٍ فِي الْاِسْلَامِ یعنی اگر مسلمانوں کے امور پر کسی کو سب سے پہلا والی بنایا گیا تو وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کو بنایا گیا، خلیفۂ رسول اللہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے آپ کو منصبِ قضاء پر فائز فرمایا، اس طرح آپ کو اِسلام کے پہلے قاضی بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ''سیِّدُ نا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے آپ کو قاضی مقرر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ''آپ مختلف معاملات کے فیصلے فرمائیں ، میں دیگر امور کو سنبھالتا ہوں ۔'' (الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج۳، ص۲۳۹۔)

یاد رہے اسلام میں سب سے پہلے جسے باقاعدہ قاضی مقرر کیا گیا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کی ذات گرامی تھی، چنانچہ کتاب " الاوائل للعسکری" میں ہے: ''اَوَّلُ قَاضٍ فِي الْاِسْلَامِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی اسلام کے سب سے پہلے قاضی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ ہیں ۔'' (الاوائل للعسکری، ص۳۵۷۔)

فاروق اعظم اور علم نحو

حضرت سیِّدُ نا ابی ملیکہ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کے عہدِ خلافت میں ایک اَعرابی مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا: ''کون ہے جو مجھے قرآن پاک سکھائے گا؟'' ایک شخص نے اِس اَعرابی کو سورت براءت سکھائی اور اس کی ایک آیت مبارکہ کا اِعراب اِس طرح پڑھا کہ اس اعرابی کو اس میں شبہ ہو گیا، اس نے سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ سیِّدُ نا فاروقِ

اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اسے درست پڑھایا۔اس واقعے کے بعد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے یہ حکم جاری فرمادیا کہ ’’جو شخص لغت کا عالم ہو صرف وہی قرآن پاک پڑھائے۔‘‘ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے حضرت سیِّدُنا ابوالاسود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کو نَحْو (یعنی عربی گرائمر) وضع کرنے کا حکم دے دیا۔(کنز العمال، کتاب الاذکار، فصل فی حقوق القرآن، الجزء:۲، ج۱، ص ۱۴۳، حدیث: ۴۱۵۴۔)

فاروقِ اعظم اور علم التحریر

لکھنا پڑھنا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے زمانہ جاہلیت میں ہی سیکھ لیا تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ عہدِ رسالت کے کاتب وحی بھی تھے، البتہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کی تحریر آپ کے دورِ خلافت میں بہت زیادہ نکھر کر لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئی کیونکہ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مفتوحہ علاقوں میں وسعت ہوئی اور ان علاقوں میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے مقرر کردہ عمال اور گورنروں کی تعداد میں اضافہ ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کا ان سے رابطے کا ایک ذریعہ تحریر بھی تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ اپنے گورنروں کو ہر طرح کی اصلاحی وسیاسی تحریریں لکھا کرتے تھے جو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے " علم التحریر " کا منہ بولتا ثبوت ہیں ۔(فیضان فاروق اعظم ج 1 ص 215)

حضرت سیِّدُنا ابن قتیبہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ارشاد فرمایا: ’’شَرُّ الْکِتَابَۃِ الْمُشَقُّ وَشَرُّ الْقِرَاءَۃِ الْھَذْرَمَۃُ وَاَجْوَدُ الْخَطِّ اَبْیَنُہٗ یعنی سب سے خراب تحریر وہ ہے جو لمبی ترچھی ہو اور سب سے خراب قراءت وہ ہے جو اتنی تیز تیز کی جائے کہ الفاظ ہی سمجھ میں نہ آئیں، اور سب سے بہترین لکھائی وہ ہے جو بالکل واضح ہو۔‘‘ (الجامع لاخلاق الراوی، ج۱، ص ۲۶۲۔)

حضرت سیِّدُ نا عبد الملک بن عبد اللہ بن سفیان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے: ''قَیِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ یعنی علم کو لکھ کر قید کرلو۔'' (...مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، من رخص فی کتاب العلم، ج٦، ص٢٢٩، حدیث: ٣۔)

فاروقِ اعظم اور علم التقریر

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم التقریر کے بھی بڑے ماہر تھے، آپ ایک بہترین مقرر تھے، اور آپ کی ذات مبارکہ میں یہ ملکہ زمانہ جاہلیت سے ہی موجود تھا، سیرت نگاروں نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ آپ عکاظ کے میلوں میں تقریری مقابلوں میں بھی حصہ لیا کرتے تھے۔ ایک بہترین مقرر کے اندر جو صفات ہونی چاہیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے اندر وہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ (فیضان فاروق اعظم ج 1 ص 214)

فاروقِ اعظم اور علم الخطبات

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم الخطبات یعنی خطبے دینے کے علم میں بھی مہارت رکھتے تھے اور آپ کی پوری خلافت پر اگر نظر ڈالی جائے تو آپ کے خطبات کی کئی اَقسام اُبھر کر سامنے آجاتی تھی، آپ کے خطبات میں اِصلاحی خطبات، علمی خطبات، سیاسی خطبات، فکری خطبات، نظری خطبات قابل ذکر ہیں۔۔ (فیضان فاروق اعظم ج 1 ص 214)

حضرت سیِّدُ نا امام شعبی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہِ القَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ خلیفہ بننے کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ☆''اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس بات کی ہمت نہ دے کہ میں اپنے آپ کو حضرت سیِّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی نشست کا اہل سمجھوں۔'' پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ایک درجہ نیچے تشریف لے آئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا بیان کی اور ارشاد فرمایا: ☆''قرآن پڑھتے رہو تمہیں اس کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔'' ☆''اور قرآن پر عمل کرتے رہو اہل قرآن بن جاؤ گے۔'' ☆''اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو قبل اس سے کہ تمہارے اعمال کا محاسبہ کیا جائے۔'' ☆''اور قیامت کے اس دن کے لیے تیار رہو جس دن تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کیے جاؤ گے اور تم میں سے کوئی بھی اس پر مخفی نہیں ہوگا۔'' ☆''کوئی بھی شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت کرکے حقدار کا حق ادا نہیں کرسکتا۔'' ☆''اور غور سے سن لو! میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مال کے معاملے میں اپنے آپ کو یتیم کے ولی کی جگہ رکھتا ہوں۔'' ☆''اگر میں بذات خود مالدار ہوا تو اس مال سے دور رہوں گا اور اگر مالدار نہ ہوا تو جائز طریقے سے اس میں سے کھاؤں گا۔ (المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء التاسع، ج۲، ص۷۴، الرقم: ۱۲۹۱)

فاروقِ اعظم اور علم الفرائض

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ علم الفرائض (یعنی علم المیراث) میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے، بیسیوں مسائل ایسے ہیں جن میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اجتہاد فرما کر ان مسائل کو اخذ فرمایا جن کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے، نہ صرف آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ علم الفرائض میں ماہر تھے بلکہ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیِّدُ نا مورق عجلی رَحمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ارشاد فرمایا: ''تَعَلَّمُوا السُّنَنَ وَالْفَرَائِضَ وَاللَّحۡنَ کَمَا تَعَلَّمُوۡنَ الْقُرۡآنَ یعنی تم سنن وعلم

الفرائض اور زبان ایسے سیکھو جیسے قرآن پاک سیکھتے ہو۔ ''(دارمی، کتاب الفرائض، باب فی تعلیم الفرائض، ج ۲، ص ۴۴۱، حدیث: ۲۸۵۰۔)

فاروقِ اعظم کی عربی زبان میں مہارت

ہو سکتا ہے کسی کو یہ بات بہت ہی عجیب و غریب لگے کہ ''امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عربی زبان کے ماہر تھے۔'' کیونکہ وہ تو تھے ہی عربی النسل تو کیسے عربی کے ماہر نہ ہوتے؟ لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ نسلی عربی ہونا اور بات ہے اور عربی میں مہارت رکھنا اور بات۔ جیسے کسی شخص کا اردو زبان بولنا اور بات ہے اور اس میں مہارت ہونا اور بات۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بذات خود لوگوں کو عربی زبان سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ،

حضرت سیّدُنا حسن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''عَلَیْکُمْ بِالتَّفَقُّہِ فِی الدِّیْنِ وَالتَّفَھُّمِ فِی الْعَرَبِیَّۃِ وَحُسنِ الْعِبَارَۃِ یعنی تم پر لازم ہے کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرو اور عربی تحریر اور گفتگو کو اچھا کرو۔'' (فضائل القرآن لابی عبید، باب اعراب القرآن۔۔۔الخ، ص ۳۵۰۔)

حضرت سیّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ چند لوگوں کے پاس سے گزرے جو تیر اندازی کر رہے تھے البتہ ان کے نشانے درست جگہ پر نہیں لگ رہے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''مَا اَسْوَأَ رَمْیَکُمْ یعنی تم لوگ کتنی بری تیر اندازی کر رہے ہو۔'' انھوں نے عرض کیا: ''نَحْنُ مُتَعَلِّمِیْنَ یعنی اے امیر المؤمنین ابھی ہم تیر اندازی سیکھ رہے ہیں۔'' ''نَحْنُ مُتَعَلِّمِیْنَ '' عربی گرائمر کے لحاظ سے غلط جملہ تھا، درست ''نَحْنُ مُتَعَلِّمُوْنَ'' تھا، لہٰذا

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''لَحْنُکُمْ اَشَدُّ مِنْ سُوْءِ رَمْیِکُمْ یعنی تمہاری زبان کی غلطی تمہاری تیر اندازی کی غلطی سے زیادہ بری ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا: ''رَحِمَ اللهُ اِمْرَاً اَصْلَحَ مِنْ لِّسَانِہٖ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ اس شخص پر رحم فرمائے جو اپنی زبان کی اصلاح کرے۔'' (کنزالعمال، کتاب العلم، فی فضلہ والتحریض علیہ، الجزء: ۱۰، ج۵، ص۱۱۱، حدیث: ۲۹۳۴۳۔)

فاروقِ اعظم اور علم المعرفت

حضرت سیِّدُنا زید بن وہب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ عُمَرَ کَانَ اَعْلَمَنَا بِاللّٰہِ وَاَقْرَاَنَا لِکِتَابِ اللهِ وَاَفْقَھَنَا فِیْ دِیْنِ اللهِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہم میں سب سے زیادہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی معرفت رکھنے والے، قرآن کی تلاوت کرنے والے اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے تھے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن خطاب، ج۷، ص۴۸۰، حدیث: ۲۱۔)

فاروقِ اعظم اور علم الانساب

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الانساب میں بھی ماہر تھے اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یہ علم وراثت میں ملا تھا، کیونکہ آپ کے قبیلے کے ذمے سفارت تھی جس کے لیے علم الانساب کا جاننا ناگزیر تھا اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا قبیلہ علم الانساب میں مہارت رکھتا تھا اور یہی مہارت آپ کو اپنے والد سے ورثے میں ملی۔ (فیضان فاروق اعظم ج1 ص216)

فاروقِ اعظم اور علم القراءت

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ چونکہ کاتب وحی تھے اور آپ نے قرآن پاک خود اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پڑھا تھا اس لیے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الکتاب اور خصوصاً علم القراءت کے بہت بڑے عالم تھے۔ (فیضان فاروق اعظم ج 1 ص 217)

حضرت سیِّدُ نا امام زہری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''کَانَ مَجْلِسُ عُمَرَ مُغْتَصًّا عَنِ الْقُرَّاءِ شَبَاباً وَ کُھُوْلاً فَرُبَّمَا اِسْتَشَارَ ھُمْ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دربار نوجوان اور پختہ عمر کے قراء حضرات سے بھرا ہوتا تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان سے مشاورت فرماتے رہتے تھے۔'' اور ارشاد فرمایا کرتے تھے: ''لَا یَمْنَعُ اَحَدُکُمْ حُدَاثَۃُ سَنَۃٍ اَنْ یُشِیْرَ بِرَاْیِہٖ فَاِنَّ الْعِلْمَ لَیْسَ عَلٰی حُدَاثَۃِ السِّنِّ وَقِدَمِہٖ وَلٰکِنَّ اللہَ تَعَالٰی یَضَعَہُ حَیْثُ یَشَاءُ یعنی تمہاری کم عمری تمہیں مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم عمر کی کمی یا زیادتی پر موقوف نہیں ہے بلکہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ جسے چاہتا ہے علم عطا فرماتا ہے۔'' (مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب المستشار، ج ۱۰، ص ۳۶۳، حدیث: ۲۱۱۱۱ ملتقطاً۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُ نا ہشام بن حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دورِ نبوی میں سورۂ فرقان کی تلاوت کرتے سنا تو وہ ایسی قراءت کر رہے تھے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں نہیں سکھائی تھی، قریب تھا کہ میں نماز میں ہی ان سے الجھ پڑتا لیکن میں نے خود کو روکے رکھا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال لی اور کہا: ''مَنْ اَقْرَاَکَ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ الَّتِیْ سَمِعْتُکَ تَقْرَءُ یعنی یہ سورت تمہیں کس نے ایسے پڑھائی ہے جیسے آج میں نے تم سے سنی ہے؟'' وہ کہنے لگے: ''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے۔'' میں نے کہا: ''کَذَبْتَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَقْرَاَنِیْھَا عَلٰی غَیْرِ مَا قَرَاْتَ یعنی تم نے جھوٹ کہا، مجھے توآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی اور طرح پڑھائی ہے۔ ''بہر حال میں انہیں کھینچتا ہوا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں لے آیا اور عرض کیا: ''اِنِّیْ سَمِعْتُ ھٰذَا یَقْرَءُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰی حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِیْھَا یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اِسے اُس طریقے پر سورۂ فرقان پڑھتے سنا ہے جس پر آپ نے مجھے نہیں پڑھائی۔ ''آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ ''پھر ارشاد فرمایا: ''اے ہشام! تم پڑھو۔ ''انہوں نے آپ کو ویسے ہی پڑھ کر سنا دیا جیسا نماز میں پڑھا تھا۔ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ یعنی یہ سورت ایسے ہی اُتری ہے۔ ''پھر فرمایا: ''اے عمر! تم پڑھو۔ ''تو میں نے ویسا ہی سنایا جیسے میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پڑھا تھا۔ توآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''کَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ یعنی یہ سورت ایسے ہی اُتری ہے۔ ''پھر فرمایا: ''اِنَّ ھٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ یعنی یہ قرآن پاک سات طریقوں (قراء توں) پر اترا ہے جو تمہیں آسان لگے ویسے ہی پڑھ لو۔'' (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب انزل القرآن علی سبعة احرف، ج۳، ص۴۰۰، حدیث: ۴۹۹۲۔)

فاروقِ اعظم اور علم الشعر

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ علم الاشعار میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے، چنانچہ جاحظ نے اپنی کتاب ''البیان والتبیین ''میں لکھا ہے: ''کَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالشِّعْرِ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں میں علم الشعر کے سب سے بڑے عالم تھے۔'' (البیان والتبیین، ج۱، ص۲۳۹۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اشعار سننے اور ان کی اصلاح کرنے کا بھی بہت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے، نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اشعار کے ذریعے مثال دینے میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے، بعض لوگوں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے شاید ہی کوئی ایسا معاملہ آتا کہ جس پر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کوئی شعر نہ پڑھتے۔ (...البیان والتبیین، ج۱، ص۲۴۱۔)

حضرت سیِّدُ نا ابو جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ ایک بار دوران سفر امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے کسی ساتھی کا انتقال ہو گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہیں رک گئے اور اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد تدفین کر دی۔ اس واقعے کے بعد شاید ہی کوئی دن ایسا ہوتا ہو کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بطور تمثیل یہ شعر نہ پڑھتے ہوں:

وَ بَالِغُ اَمْرٍ کَانَ یَأْمُلُ دُوْنَہُ

وَ مُخْتَلِجٌ مِنْ دُوْنِ مَا کَانَ یَأْمُلُ

ترجمہ: ”یعنی وہ (موت کا) معاملہ تکمیل کو پہنچ گیا جس کی آدمی کو امید بھی نہ تھی اور جن چیزوں کی امید ہے ان کے پورے ہونے کا یقین نہیں۔“ (... موسوعہ ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ج۳، ص۳۲۶، الرقم: ۹۶)

سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بذات خود اشعار بہت ہی کم کہا کرتے تھے۔ اپنے سفروں میں بہت ہی خوش الحانی کے ساتھ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُ نا شیخ ابراہیم مروزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت سیِّدُ نا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت سیِّدُ نا ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حضرت سیِّدُ نا ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ تمام

حضرات اپنے سفروں کے دوران خوش الحانی سے اشعار پڑھا کرتے تھے۔ ”(کف الرعاع، ص ۳۷، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۳۷۲۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اشعار کی تنقیح یعنی کانٹ چھانٹ کرکے ان کی نوک پلک سنوارنے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ابن رشیق نے اپنی کتاب ''اَلعُمدَۃُ فِی مَحَاسِنِ شُعرَائِہٖ وَآدَابِہٖ ''میں لکھا ہے کہ: ''کَانَ مِنْ اَنْقَدِ اَھْلِ زَمَانِہٖ لِلشِّعْرِ وَاَنْفَذِھِمْ فِیْہِ مَعْرِفَۃً یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے زمانے میں اشعار کے سب سے بڑے نقاد و نفاذ یعنی کانٹ چھانٹ کرنے والے تھے۔ ” (...العمدۃ فی محاسن شعرائہ وآدابہ، باب فی آداب اشعار الخلفاء، ص ۱۰۔)

حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اکثر بطور تمثیل یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

لَا یَغُرَّنَّکَ عِشَاءُ سَاکِنٍ

قَدْ یُوَافِیْ بِالْمَنِیَّاتِ السَّحَرِ

ترجمہ: ”آرام دہ زندگی تجھے دھوکے میں نہ رکھے کہ بسا اوقات سحر کے پرسکون وقت میں بھی موت آجاتی ہے۔” (شعب الایمان، باب الزھد وقصر الامل، ج ۷، ص ۳۶۷، حدیث: ۱۰۶۰۳)

حضرت سیِّدُ ناسائب بن یزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت سیِّدُ ناعبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ رات کے وقت سفر کر رہے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیِّدُ نا رباح بن مغترف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کچھ اشعار سنانے کے لیے کہا کیونکہ وہ بہت خوبصورت آواز میں اشعار پڑھتے تھے، وہ شعر پڑھ رہے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تشریف لے آئے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟ ''عرض کیا گیا: ''حضور ہم تو ویسے ہی خوش طبعی کے لیے اشعار پڑھ رہے تھے تاکہ رات کٹ جائے۔ ''فرمایا: ''اگر تم لوگ ایسا ہی کرنا چاہتے ہو تو ضرار بن خطاب کے اشعار پڑھو۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الشعر المحمود، الجزء: ۳، ج ۲، ص ۱۴۱ ۳، حدیث: ۸۹۲۹)

حضرت سیِّدُ ناعبد اللہ بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیِّدُ نانابغہ بنو جعدی سے فرمایا: ''ہمیں کچھ اشعار سناؤ۔ ''انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُکو ایک قصیدہ سنایا۔ ''آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خوش ہو کر فرمایا: ''کیا یہ قصیدہ واقعی تمہارا ہے؟ '' انہوں نے عرض کی: ''جی! میں نے لکھا ہے۔ '' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الشعر المحمود، الجزء: ۳، ج ۲، ص ۱۴۱ ۳، حدیث: ۸۹۳۰۔)

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ ناعمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کوفہ کے گورنر حضرت سیِّدُ نامغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو لکھا کہ ''اپنے پاس شعراء کو بلا کر زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام کے اشعار سنو اور ان کے بارے میں مجھے تفصیلات لکھ کر بھیجو۔ ''سیِّدُ نامغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دو شاعروں کو بلایا، چنانچہ حضرت سیِّدُ نا لبید بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُسے جب اشعار سنانے کا کہا تو انہوں نے عرض کی: ''حضور میں نے اشعار کے بدلے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اختیار کرلی ہے۔ ''ایک اور شاعر اغلب عجلی سے جب اشعار سنانے کا کہا تو انہوں نے یہ شعر سنایا:

اَرِجزاً تُرِیْدُ اَمْ قَصِیْداً

لَقَدْ سَاَلْتَ هَیِّناً مَوْجُوْداً

ترجمہ: ”یعنی کیا آپ رجز کے اشعار سننا پسند کریں گے یا کسی قصیدہ کے؟ یقیناً آپ نے موجودہ بہترین چیز کا مطالبہ کیا ہے۔“ سیّدُنا مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دونوں کی کیفیت سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو لکھ کر بھیج دی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حکم دیا: ”لبید بن ربیعہ کے وظیفے میں پانچ سو ۵۰۰ درہم کا اضافہ کردو اور اَغلب کے وظیفے سے پانچ سو ۵۰۰ درہم کم کردو۔“ جب اَغلب کو معلوم ہوا تو اس نے بارگاہِ فاروقی میں جاکر اپنی عرضی پیش کی تو سیّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پانچ سو ۵۰۰ درہم کی کٹوتی کا حکم واپس لے لیا۔ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، الشعر المحمود، الجزء: ۳، ج ۲، ص ۳۴۲، حدیث: ۸۹۳۱)

بنو غطفان قبیلے کا ایک وفد امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُن سے پوچھا: ”اَیُّ شُعَرَائِکُمْ اَشْعَرُ؟ یعنی تم میں سب سے بڑا شاعر کون ہے؟“ انھوں نے عرض کیا: ”اَنْتَ اَعْلَمُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی اے امیر المؤمنین! آپ ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔“ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دو شعر پڑھے اور پوچھا یہ کس کے اشعار ہیں:

حَلَفْتُ فَلَمْ اَتْرُكْ لِنَفْسِكَ رِیْبَةً

وَلَیْسَ وَرَاءَ اللهِ لِلْمَرْءِ مَذْهَبٌ

ترجمہ: ”میں نے تیرا شک ختم کرنے کی قسم اٹھائی ہے اور کسی شخص کے لیے بارگاہِ رب العزت کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔“

وَلَسۡتَ بِمُسۡتَبِقٍ اَخاً لَا تَلُمَّهٗ

عَلٰی شَعْثٍ اَیَّ الرِّجَالِ الۡمُھَذَّبِ

ترجمہ: ”تم اپنے بھائی کی اصلاح کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے، لوگوں میں کون تہذیب یافتہ ہے؟“ قبیلے کے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ دونوں ”نابغہ“ شاعر کے اشعار ہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے ایک اور شعر پڑھا اور پوچھا کہ یہ شعر کس کا ہے؟

اَلَا سُلَیۡمَانُ اِذۡ قَالَ الۡمَلِیۡکُ لَهٗ

قُمۡ فِي الۡبَرِیَّةِ فَازۡجَرۡھَا عَنِ الۡفَنَدِ

ترجمہ: ”خبردار! سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرمایا کہ لوگوں کے مجمع میں انہیں بے وقوفی اور جہالت سے روکیے۔“ قبیلے کے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ”نابغہ“ شاعر کا شعر ہے۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے دو ۲ اشعار پڑھے اور پوچھا کہ یہ اشعار کس کے ہیں؟

اَتَیۡتُكَ عَارِیاً خَلَقاً ثِیَابِیۡ

عَلٰی وَجَلٍ تَظُنُّ بِيَ الظُّنُوۡنِ

ترجمہ: ”میں تیرے پاس گویا بغیر کپڑوں کے آیا ہوں اور جو تھوڑے بہت کپڑے ہیں وہ اتنے خراب ہیں کہ لوگ مجھ پر طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔“

فَاَلۡفَیۡتُ الۡاَمَانَةَ لَمۡ تَخُنۡھَا

کَذٰلِكَ کَانَ نُوۡحٌ لَا یَخُوۡنِ

ترجمہ: ''میں نے دیکھا کہ امانت میں خیانت نہیں ہوتی جس طرح سیِّدُنا نوح عَلَیہِ السَّلَام خیانت نہیں کرتے تھے۔'' قبیلے کے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ''نابغہ'' شاعر کے اشعار ہیں۔ پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے ایک اور شعر پڑھا اور پوچھا کہ یہ شعر کس کا ہے؟

وَلَسْتُ بِذَاخِرٍ لِغَدٍ طَعَاماً

حِذَارَ غَدٍ لِكُلِّ غَدٍ طَعَامٍ

ترجمہ: ''میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ خوف سے کل کے لیے کھانا ذخیرہ کرلوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کل بھی میرے نصیب میں کھانا ہے۔'' قبیلے کے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ''نابغہ'' شاعر کا شعر ہے۔ سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے ارشاد فرمایا: ''اَلنَّابِغَةُ اَشْعَرُ شُعَرَائِكُمْ وَاَعْلَمُ النَّاسِ بِالشِّعْرِ یعنی نابغہ تم میں سب سے بڑا شاعر اور سب سے زیادہ شعر کا علم رکھنے والا ہے۔'' (...کنز العمال، کتاب الاخلاق، الشعر المحمود، الجزء: ۳، ج ۲، ص ۳۴۲، حدیث: ۸۹۳۲۔)

فاروقِ اعظم اور علم المکاشفۃ

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کو بارگاہِ رب العزت سے کشف کا بھی علم عطا ہوا تھا اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ مختلف لوگوں کے مختلف قلبی احوال پر مطلع ہو جاتے تھے، اور آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ بسا اوقات لوگوں کے مخفی احوال ظاہر بھی فرمادیتے تھے۔ چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کے کشف سے متعلق حضرت سیِّدُنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عَلَیہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی نے ایک پورا باب قائم کیا ہے جس میں سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کے کشف سے متعلق کئی واقعات ذکر کیے ہیں جن میں مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجہَہُ الکَرِیم کا بھی ایک نہایت ہی

دلچسپ واقعہ ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رات خواب میں حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک سے کھجوریں کھائیں اور صبح سیِّدُنا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر آپ کا وہ خواب ظاہر ہو گیا۔ (...ریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۳۱۔)

فاروقِ اعظم اور علم القیافہ

دو مختلف چیزوں (باپ بیٹا، اصل فرع وغیرہ) میں سے ایک چیز کے بعض معاملات پر مطلع ہونے کے بعد دوسری شے کے معاملات کو خود ہی جان لینے کو "**علم القیافہ** " کہتے ہے۔امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ علم بھی حاصل تھا۔ چنانچہ،

آپ کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد اس سے استفسار فرمایا: "کیا تمہارے اور اہل نجران کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے؟ "اس نے عرض کیا: "نہیں ۔ "فرمایا: "ضرور ہے۔"اس نے پھر انکار کیا تو فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ضرور ہے۔"راوی کہتے ہیں کہ ہر مسلمان جانتا تھا کہ اس کے اور اہل نجران کے درمیان رشتہ داری ہے لہٰذا ایک شخص نے وضاحت کرتے ہوئے عرض کیا: "اے امیر المؤمنین! اس کے اور اہل نجران کے درمیان رشتہ داری ضرور ہے لیکن اس اس واقعے سے قبل تھی۔ "آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنے اس سے فرمایا: "**مَہْ فَاِنَّا نَقْفُو الْاٰثَارَ** یعنی تم رہنے دو ہمیں نہ بتاؤ، ہمیں نشانیوں سے خود ہی پتہ لگ جائے گا۔" (...طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج۳، ص۲۲۰۔)

حضرت سیِّدُنا شریح رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس سے ایک لمبے بالوں والا جسیم، شجیم (لمبا، چوڑا) شخص گزرا، پھر اس کے پیچھے ایک اور شخص

گزارا جو چھوٹے بالوں والا اور کمزور و دبلا پتلا تھا۔ سیِّدُ نا فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان دونوں کے متعلق فرمایا: ”یہ دونوں بھائی ہیں۔“ جب معلوم کیا گیا تو واقعی وہ دونوں بھائی ہی نکلے۔ (...انساب الاشراف، بن مرۃ بن کعب، عمر بن الخطاب، ج ۳، ص ۳۷۷۔)

فاروقِ اعظم کی مذہبی اَوّلیات

(8)...سب سے پہلے جمع قرآن کا مشورہ دینے والے :

امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑی گئی جسے جنگِ یمامہ کہتے ہیں ، اِس جنگ میں کثیر تعداد میں حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان شہید ہوئے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیّدُ نا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو سب سے پہلے اِس بات کا مشورہ دیا کہ جو حفاظ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان حیات ہیں اُن کی معاونت سے متفرق قرآنی صحائف کو جمع کر لیا جائے، چنانچہ سیّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس مشورہ پر عمل کرکے قرآن جمع فرما دیا۔ (بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ج ۳، ص ۳۹۸ حدیث: ۴۹۸۶۔)

(19)...سب سے پہلے جماعتِ تراویح قائم کرانے والے :

امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے با قاعدہ تراویح کی جماعت قائم کروائی۔ چنانچہ حضرت سیّدُ نا عبدالرحمٰن بن عبد القاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک میں امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگ وہاں مختلف اَنداز میں نمازِ تراویح اَدا کر رہے تھے۔ کوئی اپنی نماز انفرادی طور پر پڑھ رہا تھا اور بعض نے جماعت قائم کی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِرشاد فرمایا: ''اِنِّیْ اَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِئٍ وَاحِدٍ لَکَانَ اَمْثَلَ یعنی میرا خیال ہے اگر میں اِن سب کو ایک ہی اِمام کے پیچھے جمع کر دوں تو بہت اچھا رہے گا۔ '' چنانچہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے قاریٔ قرآن حضرت سیّدُ نا اُبی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اِمام مقرر فرما کر تمام لوگوں کو اُن کی اِقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم دے دیا۔ پھر ایک رات میں امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے

ساتھ مسجد میں جانے کے لیے نکلا مسجد پہنچنے پر دیکھا کہ سب لوگ ایک ہی امام کے ساتھ نماز میں مشغول ہیں۔ یہ منظر دیکھ کرآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بہت خوش ہوئے اور اِرشاد فرمایا: ''نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ یعنی یہ نیا طریقہ کتنا اچھا ہے۔'' (بخاری، صلاۃ التراویح، فضل من قام رمضان، ج۱، ص۶۵۸، حدیث: ۲۰۱۰۔)

علامہ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى الصَّلَاةِ فِي رَمَضَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عَنْهُ جَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ یعنی رمضان المبارک میں باجماعت نمازِ تراویح میں تمام لوگوں کو ایک اِمام حضرت سیِّدُنا اُبی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے پیچھے جس نے سب سے پہلے جمع فرمایا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل و من فعلہ، ج۸، ص۳۳۵، حدیث: ۹۲۔)

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ محمد بن سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ واِمام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''هُوَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ قِيَامَ شَهْرِ رَمَضَانَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمضان المبارک کے مہینے میں راتوں کو قیام (باجماعت نمازِ تراویح) کا اِہتمام فرمایا۔'' (الاوائل للعسکری، ص۱۵۲، تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸۔)

(20)...سب سے پہلے نماز جنازہ کی چار تکبیرات پر اجماع قائم کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہنے سب سے پہلے نماز جنازہ کی چار تکبیرات پر اِجماع قائم کرایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا ابو وائل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہسے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دورِ خلافت میں تمام اَصحاب کو جمع فرمایا اور اُن سے اِستِفْسار فرمایا کہ ''حضور نبیِّ پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نمازِ جنازہ میں کتنی تکبیرات کہتے تھے؟'' بعض نے کہا: ''پانچ''

بعض نے کہا: ''سات ''بعض نے کہا: ''چار ''جس نے جو جو سنا تھا وہ اس نے بتادیا۔ لیکن خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چونکہ آخری جنازہ حضرت سیِّدُنا سہیل بن بر صاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا پڑھایا تھا اور اُن کی نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہی تھیں اِس لیے تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کا چار تکبیرات پر اِجماع ہوگیا۔ (...مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، باب من کان یکبر علی الجنازۃ خمسا، ج۳، ص۱۸۶، حدیث: ۳۰، الاوائل للعسکری، ص۱۶۴۔)

اِمام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ النَّاسَ فِي صَلَاةِ الْجَنَائِزِ عَلٰی اَرْبَعِ تَکْبِیْرَاتٍ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ہی نماز جنازہ میں چار تکبیرات پر لوگوں کو جمع فرمایا۔'' (تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸۔)

(21)...سب سے پہلے اذان کے الفاظ میں اضافہ کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اَذان کے کلمات میں عہدِ نبوی ہی میں اِضافہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مؤذنِ رسول حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ابتداءً اذان میں ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله ''کے بعد ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ''کہا کرتے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: ''اے بلال! اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الله کے بعد اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله کہا کرو۔'' یہ سن کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حکم ارشاد فرمایا: ''قُلْ كَمَا اَمَرَكَ عُمَر یعنی اے بلال! جیسا عمر نے تمھیں حکم دیا ہے ویسا ہی کہو۔'' (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الصلوۃ، باب فی بدء الاذان والاقامۃ، ج۱، ص۱۸۸، حدیث: ۳۶۲۔)

(22)...سب سے پہلے اصحابِ فرائض میں مسئلۂ عَول ایجاد کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اصحابِ فرائض میں مسئلہ عَول ایجاد کیا۔ حضرت سیِّدُ نا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنْ اَعَالَ الْفَرَائِضَ عُمَرُ یعنی اصحابِ فرائض میں جس نے سب سے پہلے مسئلہ عَول ایجاد کیا وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں ۔'' (...مستدرک حاکم، کتاب الفرائض، اول من اعال الفرائض عمر، ج۵، ص۴۸۶، حدیث: ۸۰۵۲ ملتقطا۔)

علمِ میراث کی اِصطلاح میں ''مخرج مسئلہ جب وُرثاء کے حصوں پر پورا نہ ہوتا ہو یعنی حصے زائد ہوں اور مخرج کا عدد حصوں کے مجموعی اَعداد سے کم ہوتو مخرج مسئلہ کے عدد میں اِضافہ کردیا جاتا ہے اِسے عَول کہا جاتا ہے۔'' (بہارِ شریعت، ج۳، حصہ ۲۰، ص۱۱۳۸۔)

(23)...سب سے پہلے شراب پر اسی کوڑے لگانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے شراب کی حد قائم کرتے ہوئے شرابی کو اَسی کوڑے لگوائے۔ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں بطور سزا شرابی کی پٹائی لگائی جاتی تھی۔ جب سیِّدُ نا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دور آیا توآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے شرابی کی حد چالیس کوڑے مقرر فرمادی اور اُسی کے مطابق آپ کے عہد میں شرابی کو سزا دی جاتی، لیکن جب امیر المؤمنین حضرت سیِّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا دور آیا توآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سیِّدُ نا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی طرف مکتوب لکھا جس میں ارشاد فرمایا: ''اِنَّ النَّاسَ قَدْ اِنْهَمَكُوا فِي الشُّرْبِ وَتَحَاقَرُوا الْحَدَّ وَالْعُقُوبَةَ یعنی لوگ بہت زیادہ شراب پینے میں منہمک ہوگئے ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شراب کی سزا کو حقیر سمجھتے ہیں ۔لہٰذااِس معاملے میں کیا کیا جائے؟'' سیِّدُ نا خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''حضور! آپ کے پاس جید کبار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہیں اُن سے مشورہ کیجئے۔'' سیِّدُ نا فاروقِ اعظم

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہنے مہاجرین اوّلین کبار صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے مشورہ کیا تو فَاَجۡمَعُوا عَلَى أَنۡ يَضۡرِبَ ثَمَانِينَ یعنی تمام صحابہ کرام کا اسی کوڑے کی سزا پر اجماع ہوگیا۔'' (...ابو داود، کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر، ج۴، ص۲۲۱، حدیث: ۴۴۸۹ ملخصا۔)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَنۡ ضَرَبَ فِي الۡخَمۡرِ ثَمَانِيۡنَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہوہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے شراب کی حد اسی کوڑے مقرر فرمائی۔'' (تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸۔)

(24)...سب سے پہلے مال کو ملکیت میں رکھ کر صدقہ کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے سب سے پہلے مال کو اپنی ملکیت میں رکھ کر راہِ خدا میں اُس کے منافع کو صدقہ کیا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ خیبر کی کچھ زمین امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے حصے میں آئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور مشاورت کرتے ہوئے عرض گزار ہوئے: ''اِنِّيۡ قَدۡ اَصَبۡتُ مَالًا لَمۡ اَصَبۡ مِثۡلَهٗ وَقَدۡ اَرَدۡتُّ اَنۡ اَتَقَرَّبَ بِهٖ اِلَى اللهِ تَعَالٰى یعنی یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے حصے میں جو مال آیا ہے اُس سے پہلے ایسا مال نہیں آیا یعنی یہ مجھے بہت محبوب ہے اور میں چاہتا ہوں کہ راہ خدا میں اُسے صدقہ کرکے ربِ عَزَّوَجَلَّ کا قرب حاصل کروں ،آپ اِس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟'' تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اِحۡبِسِ الۡاَصۡلَ وَسَبِّلِ الثَّمَرَ یعنی اے عمر! اصل زمین اپنی ملکیت میں رکھو اور اس کے منافع کو صدقہ کردو۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے اُس زمین کو اِس طرح صدقہ کیا کہ نہ تو اُسے بیچا جائے گا، نہ ہبہ کیا جائے گا، نہ ہی اُس میں میراث جاری ہوگی، اُس کے منافع کو فقراء، رشتہ داروں، غلاموں، راہ خدا میں

جہاد کرنے والوں ، مہمانوں وغیرہ پر خرچ کیا جائے گا۔ (دار قطنی، کتاب الاحباس، باب فی حبس المشاع، ج ۴، ص ۲۲۸، حدیث : ۴۳۸۳/شعب الایمان ، باب فی الزکاۃ، فصل فی الاختیار فی صدقۃ التطوع، ج ۳، ص ۲۴۶، حدیث : ۳۴۴۶۔)

(25)...سب سے پہلے ائمہ و مؤذنین کی تنخواہیں جاری کرنے والے :

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہنے سب سے پہلے ائمہ و مؤذنین کے مشاہرے مقرر فرمائے۔ حضرت سیِّدُنا حسنرَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے: ''اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يَرْزُقَانِ الْمُؤَذِّنِيْنَ وَالْاَئِمَّةَ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وامیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مؤذنین وائمہ کرام کو تنخواہیں دیتے تھے۔'' (تاریخ بغداد، ذکر من اسمہ محمد واسم ابیہ ابان، ج ۲، ص ۷۹، الرقم: ۴۶۰)

(26)...سب سے پہلے مسجد حرام کی توسیع وکشادگی کرنے والے :

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد حرام کی توسیع کا اہتمام فرمایا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُاللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں : ''امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی اولیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک سال عمرہ کرنے کی نیت سے مسجد حرام کا قصد فرمایا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد حرام کو وسیع کرنے اور کشادہ کرنے کا اہتمام فرمایا۔'' (ازالۃ الخفاء، ج ۳، ص ۲۳۵۔)

(27)...سب سے پہلے مسجد حرام کی بیرونی دیوار بنانے والے :

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہنے سب سے پہلے مسجد حرام کی بیرونی دیوار تعمیر فرمائی۔ چنانچہ مروی ہے کہ : ''عہدِ رسالت میں مسجد حرام کی کوئی بیرونی دیوار نہیں تھی، جب امیر المؤمنین سیِّدُنا

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعالٰی عَنْہ منصب خلافت پر متمکن ہوئے توآپ نے مسجد کے قریب کے گھروں کو خرید کر انہیں مسجد میں شامل کر دیا اور پھر پوری مسجد کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار تعمیر فرمادی جس پر چراغ رکھے جاتے تھے۔" (روح المعانی، پ۱۷، الحج، تحت الآیۃ: ۲۶، ج۱۷، ص۱۸۵، /فتح الباری، کتاب مناقب الانصار، باب بنیان الکعبۃ، ج۸، ص۱۲۵، تحت الحدیث: ۳۸۳۰۔)

(28)...سب سے پہلے مسجدوں کو روشن کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے اپنے دور میں مساجد کو آباد کرنے کے لیے انہیں روشن کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا تاکہ لوگ رمضان المبارک کی راتوں میں آسانی سے نمازِ تراویح وغیرہ عبادات کا اہتمام کر سکیں۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ بیان فرماتے ہیں: "اَوَّلُ مَنْ جَعَلَ فِي الْمَسْجِدِ الْمَصَابِيحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یعنی مساجد میں سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روشنی کے لیے چراغ چلائے۔" (...روح البیان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۸، ج۳، ص۴۰۰۔)

اور تمام صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسے بہت پسند فرمایا۔ مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے توآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لیے اس فعل پر خصوصی دعا بھی فرمائی۔ چنانچہ، حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ہمدانی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں کہ: "امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم رمضان المبارک کی پہلی رات باہر نکلے تو دیکھا کہ مساجد پر قندیلیں چمک رہی ہیں اور لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کرآپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: "نَوَّرَ اللهُ لِعُمَرَ فِيْ قَبْرِهٖ كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللهِ تَعَالٰى بِالْقُرْآنِ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ امیر المؤمنین سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی قبر کو ویسا ہی منور کردے جیسا آپ نے مساجد کو قرآن سے منور کیا۔" (...مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب، الباب الحادی والثلاثون، ص۶۶۔)

(29)...سب سے پہلے مسجد نبوی کا فرش پکا کرانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد کا فرش پکا کروایا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ اَلْقَی الْحَصٰی فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب** یعنی مسجد نبوی میں سب سے پہلے پتھر بچھانے والے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں کہ مسجد نبوی کا فرش کچا ہونے کے سبب لوگ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو مٹی لگنے کے سبب اپنے ہاتھوں کو جھاڑتے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد کے فرش کو پکا کرنے کے لیے ریتی بچھانے کا حکم دیا چنانچہ مقامِ عقیق سے بجری لائی گئی اور مسجد نبوی میں بچھا کر اس کے فرش کو پکا کر دیا گیا۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاوائل، باب اول ما فعل و من فعلہ، ج۸، ص۲۴۵، حدیث: ۱۷۶/طبقات کبری، ذکر استخلاف عمر، ج۳، ص۲۸۴۔)

(30)...سب سے پہلے مسجد میں چٹائیاں بچھانے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی میں نمازیوں کے لیے چٹائیاں بچھائیں۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مسجد نبوی کے فرش کو پکا فرمایا تو اس کے بعد چٹائیاں بچھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ''**اَوَّلُ مَنْ فَرَّشَ الْحَصِيْرَ فِي الْمَسَاجِدَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ مَفْرُوْشَةٌ بِالْحِصِيِّ** یعنی جس نے سب سے پہلے مساجد میں نمازیوں کے لیے چٹائیاں بچھائیں وہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ چٹائیاں بچھانے سے قبل مسجد نبوی کا فرش پکا تھا۔'' (روح البیان، پ۱۰، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۸، ج۳، ص۳۳۹۔)

(31)...سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع کرنے والے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی اور اُس میں کنکریوں کا فرش بچھا کر اسے پکا کیا۔امام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی فرماتے ہیں : ''ھَدَمَ الْمَسْجِدَ النَّبَوِيّ، وَزَادَفِيْهِ وَوَسَّعَهُ وَفَرَّشَهُ بِالْحُصْبَاء یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد نبوی کو شہید کراکے نئے سرے سے اُس کی تعمیر کی اور اُس کے رقبے میں اضافہ کیا، نیز آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے مسجد نبوی کے فرش کو پکا کروانے کے لیے وہاں بجری بچھائی۔ (...تاریخ الخلفاء، ص۱۰۹۔)

بتاریخ :

30 رمضان المبارک 1447 بمطابق 20 مارچ 2026

.بروز جمعۃالوداع بمقام فیضان مدینہ عروس البلاد کراچی

ختم شدہ